زیارتِ قبور

نبیرۂ اعلیحضرت مفسرِ اعظم ہند حضرت مولانا ابراہیم رضا خان جیلانی میاںؒ
علیہ الرحمۃ والرضوان



ادارۂ معارفِ نعمانیہ
شاد باغ لاہور پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احادیثِ نبوی اور اقوال آئمہ محدثین سے

زیارت قبور اور ایصال ثواب کا ثبوت

زیارتِ قبور

مؤلف

نبیرۂ اعلیحضرت مفسرِ اعظم ہند حضرت مولانا ابراہیم رضا خان جیلانی میاںؒ

علیہ الرحمۃ والرضوان

(والد گرامی حضور تاج الشریعہ علامہ ازھری میاں قبلہ دامت برکاتہم)

ادارہ معارفِ نعمانیہ شادباغ لاہور پاکستان ☀ رضوی فاؤنڈیشن پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلسلہ اشاعت 151

بفیضانِ کرم:۔ شیخ السلام والمسلمین نبیرۂ اعلیٰحضرت جانشین مفتیٔ اعظم حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری بریلوی دامت برکاتہم العالیہ

نام کتاب .... **زیارتِ قبور**

مصنف .... نبیرۂ اعلیحضرت مفسرِ اعظم ہند حضرت مولانا ابراہیم رضا خان جیلانی میاں علیہ الرحمۃ والرضوان

کمپوزنگ .... محمد ارشاد علی قادری

پروف ریڈنگ .... محمد مقصود حسین قادری نوشاہی کراچی

بارِ اوّل .... ذوالقعدۃ 1428ھ/نومبر 2007

تعداد 1100

شرفِ اشاعت .... ادارہ معارف نعمانیہ لاہور/ رضوی فاؤنڈیشن پاکستان

ہدیہ .... دعائے خیر بحق معاونین

نوٹ:۔ بیرون جات کے شائقین مطالعہ 15 روپے کے ڈاک ٹکٹ ارسال فرما کر طلب فرمائیں

ملنے کا پتہ





ادارہ معارف نعمانیہ زیرِ انتظام رضوی فاؤنڈیشن پاکستان

323 مرکزی جامع مسجد حنفیہ غوثیہ شاد باغ لاہور پاکستان E-mail: rizvifoundation@hotmail.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسول الکریم

الحمد للہ حمد اکثیراً طیباً دائماً مبارکا والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین خاتم النبین اکرم الاولین والاخرین وآلہ وصحبہ اولیائہ اجمعین.

امابعد: فقیر کا ارادہ عرصہ سے تھا کہ زیارت قبور کے بارے میں اشعۃ اللمعات تصنیف حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ (۹۰۰ھ) اور بخاری شریف ومسلم شریف اور دیگر احادیث اور عینی وغیرہ میں جو کچھ مذکور ہے، سب کو یکجا کر کے دارالعلوم منظر اسلام بریلی کے شعبہ تبلیغ کی طرف سے اس کو شائع کروں۔ ہو ہذا

باب زیارت قبور صلحاً واتقیاً

اموات کو پڑوس میں قبور صالحین کے دفن کرنا اور ان کے حضور میں حاضر ہونا سبب برکت ونورانیت وصفا کا ہے اور زیارت مقامات متبرکہ اور وہاں دعا کرنا متوارث ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ (تبع تابعی) نے فرمایا کہ قبر موسیٰ کاظم (کاظمین میں ہے) رضی اللہ تعالیٰ عنہ، تریاق مجرب ہے، قبولیت دعا کے لئے اور زیارت قبور میں ان اہل قبور کا ادب اسی طرح ہوگا جیسا کہ ان کی حالت حیات (ظاہری) میں تھا جیسا کہ کہا طیبی نے کتب فقہ متاخرین میں بعض وجوہ سے اس میں توسیع پائی جاتی ہے (جیسا کہ علامہ شامی نے قبور صالحین پر چادریں ڈالنے کو مستحب لکھا) مختصر یہ کہ زیارت قبور اعمال خیر سے ہے اور رسول خدا ﷺ قبور اہل بقیع پر تشریف لاتے اور ان کے واسطے دعا واستغفار فرماتے خصوصاً نصف شعبان کی شب میں احادیث متعددہ میں اس کا تذکرہ موجود ہے۔ ایسی زیارت جس میں کوئی بدعت ومکروہ نہ ہو مستحب ہے۔ ابتداءً رسول اللہ ﷺ نے زیارت قبور کی ممانعت فرمائی تھی (یہ قبور مشرکین کی ممانعت تھی درحقیقت) اور آخر میں فرمایا۔ پہلے میں کہتا تھا کہ

زیارت قبور نہ کرو۔ اب میں کہتا ہوں کرو کہ یہ تذکرہ آخرت اور باعث بے رغبتی دنیا ہے، لیکن عورتوں کے بارے میں بعض فقہاء کا خیال ہے کہ ممانعت باقی ہے، مگر زیارت روضہ رسول مقبول ﷺ اور بعض احادیث میں زیارت قبور کرنے والی عورتوں کیلئے لعنت آئی۔ لیکن بعض فقہاء، کہتے ہیں کہ یہ ابتداء تھی، پھر بعد کو رخصت آئی اور وہ حدیث لعنت منسوخ ہوگئی اور حکم حدیث ممانعت عورتوں کے رونے دھونے اور بے صبری کی وجہ سے ہے (تو یہ ان کے اعزہ کی قبور کے متعلق ہو سکتا ہے جو حال ہی انتقال کیے ہوں) اور مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰہ والسلام نے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت فرمائی۔ فرمایا قبور کی زیارت کرو کہ موت یاد آتی ہے اور کہا گیا ہے کہ حضرت حق سبحانہ، نے رسول اللہ ﷺ کے والدین کو زندہ فرمایا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لائے، پھر انتقال فرما گئے۔ علماء نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے اور حدیث زیارت قبر والدہ رسول اللہ ﷺ اور ممانعت استغفار اس سے پہلے ہے (یہ واقعہ احیاء والدین رسول اللہ ﷺ بعد کا ہے) اس لیے علمائے متاخرین نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین کو کافر کہنے سے منع فرمایا ہے، حضرت آدم علیہ السلام تک اور مشکوٰۃ شریف میں بیہقی سے مرسلاً یہ حدیث کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جو شخص اپنے والدین یا ان میں سے ایک کی زیارت کرے ہر جمعہ کو بخشا جائے اور لکھا جائے، باز (نیکی کرنے والا) اپنے والدین کے لئے، اور ان کے لیے استغفار کرنا اور صدقہ کرنا (خیرات کرنا) یہی حکم رکھتا ہے اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب قبرستان کو دیکھو تو یوں کہو، السلام علیکم اهل الديار من المومنين والمسلمين وانا انشاء الله بكم لا حقون نسال الله لنا ولكم العافيه ترمذی شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ گزرے رسول اللہ ﷺ قبور مدینہ پر حضور نے اپنا چہرہ مبارک ان کی طرف کیا اور فرمایا السلام علیکم یا اهل القبور (نداء اہل قبور) يغفر الله لنا ولكم انتم سلفنا ونحن بالا ثر اور مسلم

شریف میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے کہ رسول اللہ ﷺ نصف شعبان کی اخیر
شب قبرستان بقیع تشریف لے گئے فرمایا: السلام علیکم داو قوم مومنین و ایا کم
ماتوعدون غدا موجلون و انا انشاء اللہ بکم لاحقون O اور اس کے علاوہ اور
احادیث سفر السعادۃ (جس کی شرح شیخ محدث دہلوی نے فرمائی ہے۔ آیۃ الکرسی، سورۃ
اخلاص گیارہ بار، معوذتین، فاتحہ، یاسین، تبارک الذی، ان کو پڑھنے کے بارے میں بھی
(ایصال ثواب کیلئے) اخبار و آثار وارد ہوئے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے
کہا کہ میں نے سنا کہ نبی ﷺ سے جب تم میں سے کوئی مرجائے، اس کو مت روکو، اس کو
جلد قبر میں پہنچاؤ اور بعد دفن اس کے سرہانے سورۃ بقر تا مفلحون اور اس کے پائنانہ سورۃ بقر
آمن الرسول تا آخر پڑھو، اور حضرت امام نووی (شارح مسلم تقریبا ۶۰۰ ھ) نے کہا۔
اذکار میں کہ محمد واحمد مروزوی نے کہا کہ ہم نے سنا حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ سے
کہ فرماتے تھے جب تم قبرستان میں جاؤ، تو پڑھو، سورۃ فاتحہ اور معوذتین وقل واللہ احد اور
اس کا ثواب اہل قبور کے لیے کرو، تو پہنچتا ہے ثواب ان کو مسلم شریف میں ایک باب ہے،
باب ایصال الثواب الی الاموات۔ اس میں ایصال ثواب کی احادیث ہیں، ان کی شرح
میں امام نووی نے لکھا کہ صدقات کا ثواب پہنچتا ہے اور اس سے ان کو نفع ہوتا ہے۔ بالاتفاق
یعنی اس میں کسی کو اختلاف نہیں اور مسلم شریف کے مقدمہ میں بھی اس کا مذکور ہے کہ پس
صدقہ کرنا اموات کی طرف سے اس میں کسی کو اختلاف نہیں) اور شعبی سے ہے کہ جب
انصار میں سے کوئی مرتا تو اس کی قبر پر آتے جاتے اور قرآن شریف پڑھا کرتے اور سمرقندی
نے روایت کیا، مرفوعا، (یعنی حضور اکرم ﷺ سے) اگر گزرے کوئی شخص قبر پر پھر
پڑھے۔ قل ہو اللہ احد دس بار اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت میں آیا۔ گیارہ بار) پھر
دے اس کا ثواب اموات کو تو دیا جائے ہر موتے کو پورا پورا۔ (یعنی تقسیم نہ ہو) اور حضرت علی
کرم اللہ وجہہ کی روایت میں آیا اور ملے، اس پڑھنے والے اور ایصال ثواب کرنے والے کو

اتنا کو نہ جتنا تمام اموات کو پہنچا۔ حضرت حماد مکی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں مقابر مکہ میں گیا اور اپنا سر ایک قبر پر رکھا، تو دیکھا اہل قبور جمع ہیں اور حلقہ در حلقہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں نے کہا شاید قیامت قائم ہوئی، تو بولے نہیں۔ ہمارے بھائیوں میں سے ایک نے سورۂ قل ہو اللہ کا ثواب بھیجا ہے، اس کو باہم تقسیم کر رہے ہیں۔ شروع سال سے، اور اخبار و آثار (احادیث) بہت ہیں اور بالکل صاف و واضح۔ بخوف طوالت اس کا ذکر چھوڑ دیا۔ پس ان کا مجموعہ اگرچہ بعض ان میں سے ضعیف ہوں، لیکن دلالت کرتا ہے کہ ان کی اصل سے اور ہمیشہ ہر زمانہ میں اور ہر شہر میں مسلمان اموات کے لئے قرآن پڑھتے ہیں، کسی نے اس کا انکار کبھی نہیں کیا تو یہ اجماع ہو گیا (اور اجماع امت کا انکار کفر ہے) اور حافظ شمس الدین ابن عبد الواحد مقدسی حنبلی نے اپنی کتاب اجزاء میں لکھا کہ حضرت جلال الدین سیوطی نے کہا کہ قرآن پڑھنا قبر پر ہمارے اصحاب اس کی مشروعیت پر یقین رکھتے ہیں۔ امام نووی نے شرح مسلم میں لکھا کہ مستحب ہے زائر قبور کے لئے قرآن کا پڑھنا جو اس کیلئے آسان ہو، دوسری جگہ کہا کہ ختم قرآن قبر کے نزدیک افضل ہے اور امام نووی نے زیارت قبر کی کئی اقسام کی ہیں۔ (۱) آخرت کی یاد اور موت کا خیال تو یہ ہر قبر سے ہو سکتا ہے خواہ مسلمان کی ہو یا کافر کی۔ (۲) دعا کرنے کیلئے تو یہ مسنون ہے (سنت صحابہ ہے) مسلمان کی قبر کے لئے مخصوص (۳) تبرک کے لیے تو یہ مسنون ہے (سنت صحابہ ہے) اہل خیر کی قبور کیلئے اس لیے کہ عالم برزخ میں ان کو تصرفات و اختیارات ہیں اور برکات بے شمار اور مدد ہائے بے انتہا (یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی) اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ صحیح حدیث میں حل مشکلات کے لئے تعلیم فرمایا ہے۔ (۴) یا ادائے حق کے لئے ہو، جیسے دوست یا اقربا، ابی نعیم نے روایت کیا جو زیارت کرے، قبر والدین کی یا ان میں سے ایک کی جمعہ کے دن روایت بیہقی میں آیا بخشا جاوے اور اس کیلئے لکھی جائے برأت (آگ سے) (یا رحمت کیلئے اور حدیث صحیح ہے۔ نہیں ہے کوئی شخص جو گزرتا ہے۔ اپنے مومن بھائی کی قبر پر کہ اس

کو سلام کرتا ہے، مگر یہ کہ وہ اس کو پہچانتا ہے اور جواب سلام دیتا ہے (تو اگر اس سے دعا کرائیں اور اس کے لئے دعاء کریں جیسا اس کی حالت حیات میں کرتے تھے یہ سب جائز و درست ہے، یہ سب مرقاۃ ملا علی قاری سے منقول ہوا اور بیہقی نے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ ہر سال بتاریخ وفات شہداء احد، قبور شہداء احد پر جایا کرتے جب حضور وہاں پہنچتے تو با آواز بلند فرماتے سلام علیکم بما صبر تم فنعم عقبی الدار۔ پھر اس کے بعد حضرت ابو بکر واپنے زمانہ خلافت میں) ہر سال احد پر تشریف لاتے اور پھر ہر سال اپنے زمانہ خلافت میں حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما بھی آتے رہے اور فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ ہر جمعہ کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار پر آیا کرتی تھیں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا عبد الرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی قبر پر جایا کرتی تھیں وعینی شرح بخاری نیز احد پر آتی تھیں اور دعا کرتی تھیں اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ شہداء احد پر سلام کرتے تھے اور اپنے ساتھ والوں سے کہتے تھے کہ تم کیوں نہیں سلام کرتے ہو اس قوم پر کہ جو تم کو جواب سلام دے گی۔ یہ شرح الصدور میں جلال الدین سیوطی نے لکھا اور حضرت ابو جعفر محمد باقر رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ حضرت فاطمہ زہر رضی اللہ عنہا زیارت قبر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کیلئے آتی تھیں اور اصلاح و مرمت قبر کی کرتی تھیں اور سلامت کے لئے ایک پتھر قبر شریف پر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے رکھا تھا (جیسا رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعون کی قبر پر رکھا تھا اور یہ فرمایا تھا کہ یہ اس لیے کہ ان کی قبر ہم پہچانیں اور ان کے رشتہ داروں کو ان کے پاس دفن کریں اور حاکم نے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی روایت سے کہ حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا ہر جمعہ کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر پر جاتیں اور وہاں نماز پڑھتیں اور روتیں اور دوسری روایت میں آیا کہ ہر دو، تین دن کے بعد شہداء احد کی قبروں پر جاتیں اور نماز پڑھتیں اور ان سے دعا کراتیں اور روتیں۔ یہ جذب القلوب میں ہے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا خزاعیہ کہ وہ کہتی ہیں کہ میں اپنی بہن

کے ساتھ غروب آفتاب کے بعد شہداء احد پر تھی میں نے کہا چلو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر پر سلام کریں اس نے کہا ہاں۔ پس ہم کھڑے ہوئے قبر پر اور ہم نے کہا السلام علیکم یا عم رسول اللہ تو سنا ہم نے وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ اور وہاں ہمارے سوا کوئی دوسرا شخص نہ تھا اور روایت کیا ابن ابی الدینا نے اور ابو نعیم نے اور بیہقی نے عطا بن یسار سے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر سے کیا حال ہوگا۔ تمہارا اے عمر جب تم مروگے اور دفن کیے جاؤ گے اور تمہاری قبر پر مٹی ڈالی جائے گی اور لوگ واپس جائیں گے اور منکر نکیر آئیں گے، ان کی آوز گرجدار ہوگی اور ان کی آنکھیں ہیبت ڈالیں گی ہلائیں گے تجھے بس کیا ہوگا تیرا حال اس وقت اے عمر۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا اس وقت مجھے عقل ہوگی حضور نے فرمایا ہاں تو عرض کیا میں ان سے کفایت کرلوں گا۔ یہ شرح الصدور فی احوال الموتی والقبور مولانا جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ میں ہے اور مستحب ہے وقت سلام میت پر کہ منہ اپنا میت کی طرف کرے اور دعا کرتے وقت بھی (اپنے لیے یا میت کے لیے) میت کی طرف منہ رکھے اور اسی پر عمل ہے تمام مسلمانوں کا۔ مظہری نے کہا زیارت میت مثل زیارت حیات کے ہے، اس کی طرف متوجہ ہو، پس اگر تھی وہ میت حالت حیات میں معظم بزرگ تو اس سے ویسے ہی برتاؤ کرے یعنی اس سے دور جا کر بیٹھے اور کچھ فاصلہ پر کھڑا ہو اور اگر اس کی حالت حیات ظاہری میں اس کے نزدیک بیٹھتا تھا تو نزدیک بیٹھے اور نزدیک کھڑا ہو اور وقت زیارت پڑھے سورۃ فاتحہ اور قل ہو اللہ احد تین بار، پھر دعا کرے اس کے لئے (یا اپنے لیے اس کے توسط سے) اور نہ چھوئے قبر کو اور نہ بوسے دے کہ یہ عادت نصاریٰ ہے اور کہا بعض علماء نے کہ کوئی حرج نہیں ہے۔ بوسہ دینے میں والدین کی قبر کو۔ یہ مرقاۃ میں ہے اور قبر شیخ اور قبر استاد اور قبور اولیائے کرام مثل قبور والدین کے ہے۔ بلکہ ان سے بھی افضل ہے) اور کنز میں کہا ہے کہ زیارت قبور مستحب ہے۔ ہر ہفتہ خصوصاً چار دن، پیر، جمعہ، جمعرات۔ بس جب چاہے کہ زیارت کرے تو دو رکعت اپنے گھر میں پڑھے اور ہر

رکعت میں آیۃ الکرسی ایک بار اور اخلاص تین بار بعد فاتحہ کے پڑھے اور ثواب اس کا اس کی روح کو بخشے تو حق تعالیٰ اس کی قبر کو منور کرے گا اور اس کے پڑھنے والے کو بھی بہت زیادہ ثواب ہوگا۔ راستہ میں کسی بیکار بات میں مشغول نہ ہو (ذکر اور قرآۃ قرآن کرتا جائے) جب مقبرہ میں پہنچے، تو جوتیا اتارے (تعظیما) اور پائنتی کی طرف سے جاوے سر کی طرف سے نہ جاوے، جیسا فتح القدیر میں ہے (یہ فقہ حنفی کی معتبر کتابیں ہیں) اور متبرک راتوں میں جیسے شب برات اور متبرک زمانہ ذی الحجہ دس دن اور دونوں عیدین اور عاشورہ (دسویں محرم) متوجہ ہو میت کی طرف اور یوں کہے السلام علیکم یغفر الله کناؤ لکم انتم لنا سلف ونحن لکم خلف اور اگر شہید ہو تو کہے السلام علیکم بما صبر تم فنعم عقبی الدار. اور اگر مقبرہ مخلوط ہو کفار کے ساتھ تو کہے علی من اتبع الھدی اور اس کے بعد کہے نسال الله لنا و ککم العافیة۔

زیارت روضہ اطہر حضور پرنور شافع یوم النشور ﷺ

اسی کنز میں ہے، جب حضور کی قبر شریف پر حاضر ہو تو قبلہ کی طرف پیٹھ کرے اور حضور کی طرف منہ کرے آواز پست رکھے اور نظریں نیچی یہ حضور کی عظمت کے لئے کرے اور پھر کہے السلام علیک یا رسول الله السلام علیک یا نبی الله وغیرہ وغیرہ ۔اگر کسی نے سوال کہلوایا ہو تو السلام علیک یا رسول الله من فلاں بن فلاں کہے السلام علیک ورحمة الله یا ولی الله جزا کم الله عنا خیر ماجزی ولیا من امة محمد صلی الله علیه وسله زیارت قبور سادات پر کہے السلام علیکم و رحمة الله و برکاته یا اولاد رسول الله صلی الله علیه وسلم جزکم الله عنا خیر ماجزی ولد نبی عن امة محمد نبی الله صلی الله علیه وسلم زیارت قبور علماء پر کہے۔ السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته یا یھا العلماء رضی الله عنکم جزا کم الله عنا خیر ماجزی عالما من امة محمد صلی

اللہ علیہ وسلم اور زیارت قبر استاد میں کہے بعد سلام کے جزاک اللہ عنا خیر ماجزی استاذا من تلامذتہ یہ خزانۃ الجلالی میں ہے اور مستحب ہے کہ زندہ شخص اپنی دعا کو میت کیلئے مقدم کرے (اس کی دعا پر اپنے لیے جیسے کہ حصن حصین کی شرح میں ہے، تو فاتحہ اور آیۃ الکرسی پڑھے اور حدیث میں ہے کہ اگر مومن آیۃ الکرسی پڑھے اور اس کا ثواب اہل قبور کیلئے کرے، تو خدائے تعالیٰ ہر میت کی قبر میں مشرق سے مغرب تک ثواب داخل فرماتا ہے اور قبر کو کشادہ کر دیتا ہے اور ہر میت کے درجہ کو بلند کر دیتا ہے اور پیدا فرماتا ہے خدائے تعالیٰ ہر حرف کے عوض فرشتہ کو کہ تسبیح کرتا ہے۔ اس کیلئے قیامت تک تو اذا زلزلت اور سورۃ تکاثر اور سورۂ اخلاص سات یا دس بار پڑھے اور حدیث میں ہے کہ اگر پڑھے کوئی شخص ماں باپ کی قبر پر فاتحہ اور قل ھو اللہ سات بار یا دس بار پڑھے، تو حق تعالیٰ ان کی قبروں کو منور کر دے گا۔ ۷۰ ستر نوروں کے ساتھ قیامت تک اور اگر چاہے، سورۂ یٰس اور سورۂ ملک بھی پڑھے اور حدیث میں ہے کہ جو زیارت قبر کرے اور یوں کہے اللھم انی اسئلک بحق محمد وال محمد ان لا تعذب لھذ المیت تو حق تعالیٰ قیامت تک اس قبر سے عذاب کو اٹھالے گا اور گل وریحان کا قبر پر رکھنا اچھا ہے کہ جب تک تر ہے تسبیح کرتا ہے اور میت کو اس سے انس ہوتا ہے اور اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ اگر قبر پر گھاس اگی ہو تو اسے دور نہ کریں، جتنی گھاس سب ہوگی اثر رحمت زیادہ ہوگا یہ فتاویٰ برہنہ میں ہے۔

سبزہ و گل کا قبر پر رکھنا :

حضرت بریدہ سلمی نے وصیت کی کہ ان کی قبر پر کھجوروں کی دو شاخیں لگا دی جائیں جیسا انہوں نے حضور کو دیکھا کہ دو شاخیں حضور نے دو قبروں پر گاڑ دی تھیں، اقتداء کی انہوں کے آنحضرت ﷺ کی مغفرت کی امید پر۔ حدیث بیان کی حضرت ابن عباس سے کہ گزرے نبی ﷺ دو قبروں پر جو عذاب دیے جا رہے تھے آپ نے فرمایا ان کو کسی بڑے گناہ کی وجہ سے عذاب نہیں ہو رہا۔ ان میں سے ایک چغلخوری کیا کرتا اور دوسرا پیشاب کے

چھینٹوں سے نہیں بچتا، پھر حضور نے کھجور کی ایک تر شاخ لی اس کو درمیان سے چیر کر دونوں قبروں میں گاڑ دیا، لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ ایسا کیوں کیا؟ آپ نے فرمایا جب تک یہ شاخیں خشک نہ ہوں گی، ان کو تخفیف عذاب ہوگی حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اشعتہ اللمعات میں لکھا قبروں پر پھول ڈالنا جو ہمارے زمانہ میں متعارف ہے، اس کی یہی سند ہے۔ مشکوٰۃ شریف میں مسلم شریف کی یہ حدیث محمد بن نعمان سے ہے۔ حضور نے فرمایا جو شخص زیارت کرے اپنے والدین کی قبر کی یا ان میں سے ایک کی تو بخشا جائے گا اور لکھا جائے گا۔ بر نیکی کرنیوالا والدین سے۔

زیارت قبر نبی ﷺ :

مشکوٰہ شریف میں یہ حدیث ہے کہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہاں حاضر تھے، تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مذکور ہوا، تو آپ نے کہا حضور کی قبر شریف پر ستر ہزار فرشتے صبح اور ستر ہزار شام کو آتے ہیں۔ قبر شریف کا طواف کرتے ہیں تو جو لوگ زیارت قبر شریف کیلئے سفر کو ناجائز و حرام و شرک بتاتے ہیں۔ وہ ان فرشتوں کی نسبت کیا کہیں گے کہ جو روزانہ لاکھوں کروڑوں میل کا سفر کر کے حاضری دیتے ہیں اور مسند امام اعظم کی حدیث ہے کہ سنت صحابہ سے ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ کی قبر شریف پر حاضر ہو اور قبلہ کی طرف پیٹھ اور حضور کی طرف منہ کرے اور یوں عرض کرے السلام علیک ایھا النبی و رحمۃ اللّٰہ و برکاتہ۔

قبر والدین کو بوسہ دینا :

کتب فقہ میں مادر و پدر کی قبر کو بوسہ دینا جائز کیا ہے ایسا ہی مرقاہ ملا علی قاری اور شرح مشکوٰۃ حضرت شیخ محدث دہلوی میں مذکور ہے۔ حضرت بندگی مخدوم کی قبر شریف کے بوسہ دینے کے بارے میں ذکر کیا کہ قبر کو بوسہ دینا اور اس پر ہاتھ رکھنا نہیں آیا ہے، مگر ماں باپ اور استاد کی قبر اگر بوسہ دے جائز رکھا ہے اگر کسی بزرگ کی بزرگان دین میں سے قبر کو بوسہ دے تو

وہ بھی درست ہے، کیونکہ وہ بھی پدر معنوی ہے۔ معدن المانی اور کوئی حرج نہیں ہے۔ مادر و پدر کی قبر کو بوسہ دینے میں جیسا کہ ذکر کیا گیا۔ کفایہ میں ہے کہ ایک شخص آیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں تو عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں قسم کھاتا ہوں کہ میں بوسہ دوں بہشت کے آستانہ کو اور حور عین کو تو فرمایا۔ تو بوسہ دے ماں باپ کے قدم پر اور باپ کی پیشانی پر۔ اس نے کہا اگر نہ ہوں میرے ماں باپ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا بوسہ دے ان کی قبر کو تو کہا اس نے اگر نہ پہچانوں ماں کی قبر تو حضور نے فرمایا کھینچ دو خط اور فرض کر ایک کو ماں کی قبر اور ایک کو باپ کی قبر اور ان کو بوسہ دے پس حانث نہ ہوگا اپنی قسم میں کہا گیا ہے کہ قبر پر ہاتھ رکھنا سنت یا مستحب نہیں، لیکن ہم اس میں کوئی حرج بھی نہیں جانتے اور عین الائمہ کر باسی میں کہا ایسا ہی ہم نے پایا سلف صالحین سے یہ فتاوی غینہ میں ہے۔

اموات زائرین کو جانتی پہچانتی ہے :

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مشکوٰۃ شریف میں روایت ہے میں داخل ہوتی تھی اپنے گھر میں، جس میں رسول اللہ ﷺ ابو بکر رضی اللہ عنہ مدفون تھے اور اپنی چادر اتار دیا کرتی تھی میں کہتی تھی کہ یہ میرے شوہر ہیں۔ یہ میرے باپ ہیں۔ (ان سے کیا حجاب ہے) پھر جب مدفون ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو قسم خدا کی نہیں داخل ہوئی ہیں۔ مگر اپنے کپڑے خوب اوڑھ کر۔ روایت کیا اس کو احمد نے۔ حضرت شیخ نے اس کی شرح میں لکھا کہ اس حدیث میں کھلی ہوئی دلیل ہے۔ میت کی حیات پر اور اس کے علم پر اور جو کچھ کہ واجب ہے میت کا احترام اس کے زیارت کے وقت (بالکل ایسا ہی معاملہ جیسا اس کی حیات ظاہری میں کیا جاتا تھا) خصوصاً صالحین کو مدد بلیغ ہے۔ زیارت کنندگان کیلئے، حضرت ابو سعید سے حدیث ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جبکہ رکھا جاتا ہے۔ جنازہ اور اٹھاتے ہیں، اس کو لوگ اپنی گردنوں پر تو اگر صالح ہوتا ہے، تو کہتا ہے، مجھے جلدی لے چلو (حضرت شیخ نے لکھا کہ اسناد قول کی جنازہ کی طرف مجازی ہے اور قائل روح ہے) اور اگر ہوتا ہے، غیر صالح تو

کہتا ہے، اپنے گھر والوں سے ارے خرابی ہو کہاں لئے جا رہے ہو۔ سنتی ہے اس کی آواز کو ہر
چیز، مگر انسان۔ اگر انسان سنے تو ہلاک ہو جائے۔ روایت کیا اس کو بخاری نے، روایت کیا
ہے ابن سندہ نے ابو نصر نیشا پوری سے اور وہ صالح و پرہیز گار تھے، کھودی میں نے ایک قبر
ناگاہ وہاں قبر تھی، تو میں نے دیکھا اس میں جواب خوب رو، خوشبو، خوش جامہ اس کی گود میں
قرآن شریف رکھا ہوا خط سبز سے لکھا ہوا۔ اس نے پوچھا کیا قیامت برپا ہو چکی، میں نے کہا
کہ نہیں، تو کہا کہ قبر کو ایسے ہی بند کر دو۔ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ باب زیارت القبور کی
عبارت ...... زیارت قبور مستحب ہے، بالاتفاق اور مدد چاہنا اہل قبور سے سوائے نبی ﷺ
کے۔ اس کا انکار کیا ہے۔ بعض فقہاء نے، اور کہتے ہیں کہ نہیں ہے، زیارت مگر دعائے موتی
کے لئے اور استغفار کیلئے اور نفع پہنچانے کیلئے ان کو تلاوت قرآن سے اور دعا و استغفار سے اور
بعض فقہاء نے اور مشائخ وصوفیا نے کہ (عارفان، اسرار حقیقت ہیں) اس کو ثابت کیا ہے اور
یہ بات محقق و مقدر ہے۔ اہل کشف و کمال کے نزدیک ان میں سے بہت سوں کو فیوض وفتوں
ارواح سے پہنچتا ہے۔ ان کو اصطلاح میں اویسی کہتے ہیں۔ امام شافعی نے کہا ہے کہ قبر موسیٰ
کاظم تریاق مجرب ہے، قبولیت دعاء کیلئے اور حجۃ الاسلام امام غزالی نے کہا ہے کہ جس سے مدد
چاہی جاتی ہے۔ حیات ظاہری میں اسی سے مدد چاہی جاتی ہے۔ بعد اس کے انتقال کے اور
مشائخ عظام میں سے ایک نے کہا ہے کہ میں نے چار مشائخ کو دیکھا کہ اپنی قبور میں ایسے
تصرفات کر رہے ہیں، جیسے اپنی حیات میں کیا کرتے تھے یا اس سے بھی زائد شیخ معروف
کرخی و شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہما اور دو اور اولیاء کرام میں سے اور یہاں مقصود حصر
نہیں اور سیدی احمد بن مرزوق کہ اعاظم فقہاء و علماء و مشائخ دیار مغرب سے ہیں نے کہا ہے کہ
مجھ سے شیخ ابن العباس حضرمی نے دریافت کیا کہ امداد حی قوی تر ہے یا امداد میت کہا لوگ
کہتے ہیں کہ امداد حی قوی تر ہے اور میں کہتا ہوں امداد میت قوی تر ہے، تو شیخ نے کہا بے شک
اس لیے کہ وہ حضور حق تعالیٰ میں ہے اور منقول اس بارے میں ان صاحبان سے اس قدر ہے

کہ جس کا شمار نہیں ہو سکتا اور کتاب و سنت و اقوال سلف میں کوئی چیز اس کے خلاف نہیں، جو اس کا رد و انکار ہو (تو اس کا رد و انکار بدعت مخترعہ محدثہ ہے) اور آیات و احادیث سے ثابت ہے کہ روح باقی ہے اور اس کو احوال زائران کا شعور ہوتا ہے اور ارواح کاملان کو قرب حضرت حق سے ثابت ہے جیسا کہ حیات ظاہری میں تھا یا ان سے بھی زائد اور اولیاء کرام کو کرامات و تصرفات میں حاصل ہے اور یہ نہیں ہے، مگر ان کو ارواح کے لئے اور متصرف حقیقی نہیں ہے، مگر خدا عزوجل اور یہ سب کچھ اس کی قدرت سے ہے اور یہ جماعت فانی ہے۔ جلال حق میں اپنی حیات و ممات میں پس اگر کسی کو کچھ ہے ان کی وساطت سے بوجہ ان کی دوستی کے اور مرتبہ کئے جو ان کو حضرت حق جل جلالہ میں ہے۔ یہ کچھ دور نہیں نہ بعید از فہم ہے، مگر (مگر آنانکہ فہم ندارند) جیسا کہ حالت حیات ظاہری میں تھا اور نہیں ہے حقیقتاً فعل و تصرف مگر حق تعالیٰ کا اور دونوں حالت میں یکساں ہیں اور تفریق پر کوئی دلیل نہیں (ختم ہوئی عبارت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ) بعض بے عقل اپنی طرف سے دونوں حالتوں میں فرق کرتے ہیں ایک کو جائز اور دوسری کو بدعت و شرک قرار دیتے، حالانکہ جو چیز غیر خدا کیلئے نہیں اس میں حی و میت و غائب و حاضر یکساں ہے)۔

کیمیائے سعادت میں ہے، امام غزالی نے فرمایا۔ محال نہ جانو کہ ہمیں ان کی خبر ہو اور انہیں ہماری جیسا خواب میں دیکھتے ہو اور خواب میں اموات کو دیکھا جانا۔ اچھے اور برے حال سے یہ دلیل عظیم ہے، ان کی زندگی اخروی پر نعمت میں ہیں یا عذاب میں اور بالکل فنا و نیست نہیں ہوتے ہیں۔ جیسا کہ یہ آیۃ کریمہ۔ ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون فرحین بما اتھم اللہ من فضلہ۔

تفسیر عزیزی میں ہے، جاننا چاہیے کہ استعانت غیر اللہ سے اس طور پر کہ اس کو مستقل بالذات جانیں اور مظہر عون الٰہی نہ جانیں۔ سخت حرام ہے اور اگر التفات و توجہ صرف حق ہی کی طرف ہے اور اولیاء کو مظہر عون الٰہی اور نظر کارخانہ اسباب پر کریں یعنی سبب حصول عون جانیں

(کہ یہ یکساں ہے، حی ومیت میں) تو معرفت سے دور نہ ہوگا اور شرعاً بھی جائز ورد انبیاء و اولیاء نے یہی استعانت بغیر کی ہے اور یہ استعانت بغیر نہیں، بلکہ استعانت باللہ ہی ہے۔

اسی میں ہے روح کا علاقہ بدن سے نظر وعنایت کے ساتھ باقی رہتی ہے اور توجہ روح کی زائرین ومتانسین ومستفیدین سے بسہولت ہوتی ہے کہ بسبب مکان مقرر ہونے کے (یعنی قبر) جگہ روح کی متعین ہے اور اس عالم سے فاتحہ وصدقات وتلاوت قرآن جہاں اس کا مدفن ہے بسہولت نفع بخش ہوتی ہے اور بدن کا جلا دینا (جیسا کہ غیر مسلم کرتے ہیں) گویا روح کو بغیر مکان کے کر دینا ہے اور دفن کرنا روح کا مسکن بنانا ہے اس لیے اولیاء اللہ سے اور صلحاء مومنین سے انتفاع واستفادہ جاری ہے اور ان کو بھی (فاتحہ وایصال ثواب) فائدہ متصور ومعلوم (تفسیر عزیزی)

امام رازی نے فرمایا جب زائر قبر پر آتا ہے، اس کے نفس کو قبر سے ایک تعلق خاص حاصل ہوتا ہے جیسا صاحب قبر کو ہے قبر سے اس اشتراک کی وجہ سے دونوں نفوس کو ایک تعلق معنوی حاصل ہوتا ہے اور علاقہ مخصوص باہم تو گر نفس زائر قوی ہے۔ (ولی وصالح ہے) تو صاحب قبر کو نفع ہوتا ہے۔ (فاتحہ وصدقات دعا واستغفار سے اور اگر اس کا عکس ہوتا ہے، تو فائدہ ہوتا ہے زائر کو، تو یہ بات قابل غور ہے اور سمجھنے کے لائق ہے) اور شرح مقاصد میں ذکر کیا گیا۔ نفع حاصل ہوتا ہے زیارت قبور سے اور استعانت سے نفوس اخیار سے جو انتقال کر چکے ہیں۔ اس قبر کی وساطت سے جس سے دونوں نفوس کو تعلق ہے۔ علامۃ ایسا ہی ہے۔ کشف العطا میں اور زاد اللبیب فی سر الحبیب میں۔

استمداد از اولیاء :

اور نہیں ہے، صورت استمداد کی، مگر یہی کہ حاجت مند طلب کرے اپنی حالت کو اللہ تعالیٰ سے بتوسل روحانیت بندہ مقرب ومکرم درگاہ والا (صاحب قبر) اور کہے خداوند برکت اس بندہ کے جس پر تو نے اپنا رحم وکرم فرمایا ہے، میرے حاجت بر آری فرمایا ندا کرے اس

بندہ کو کہ اے بندۂ خدا ولی خدا (ندا غیر اللہ کی ممانعت اس صورت میں ہے کہ غیر خدا کو خدا سمجھ کر مت پکارو۔ (بندۂ خدا کہا تو کیا شرک ہوا) میری شفاعت کرو اور میرے لئے دعاء خیر کر، تا کہ حق تعالیٰ میری فلاں حاجت پوری فرمائے تو نہیں ہے بندہ، مگر وسیلہ اور خدا ہی دینے والا اور حاجت بر آری کرنے والا ہے، تو اس میں کونسا شائبہ شرک ہے، جیسا منکروں نے وہم کیا ہے۔ جب طلب دعاء توسل، محبوبان خدا سے حالت حیات میں درست ہے، تو بعد انتقال کیا حرج ہوا اور ان دونوں میں کیا فرق ہے، جبکہ ارواح کو کمال حاصل ہے۔ اس سے زیادہ کہ ابدان میں تھے۔ شرح مشکوٰۃ شریف میں چند جگہ اس کی بحث موجود اور امام سیوطی نے مفصل شرح الصدور میں لکھا۔

حرمت وادب قبر :

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے میت کی ہڈی توڑنا ایسا ہی، جیسے زندہ کی ہڈی توڑنا، ابن عبدالبر نے کہا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ میت کو ایذا ہوتی ہے، جس سے حی کو ایذا ہوتی ہے اور لازم آیا کہ میت کو لذت ہوتی ہے، اس سے جس سے حی کو لذت ہوتی ہے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہ حالت نزع میں تھے اپنے صاحبزادہ سے کہا، جب میں مر جاؤں کوئی رونے والی یا آگ میرے جنازہ کے ساتھ نہ ہو۔ جب مجھ دفن کر چکو تو نرمی سے میرے اوپر مٹی ڈالو (اس سے معلوم ہوا کہ میت کو الم ہوتا ہے، جس سے زندہ کو ہوتا ہے۔ حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ نے کہا دیکھا مجھے نبی ﷺ نے قبر سے تکیہ لگائے ہوئے تو فرمایا۔ مت ایذا دے صاحب قبر کو (بوجہ اہانت واستخفاف) رواہ احمد۔

وعن ابی ھریرۃ : فرمایا رسول اللہ ﷺ نے آگ پر بیٹھنا کہ کپڑے جل جائیں اور کھال جل جائے۔ اس سے بہتر ہے کہ آدمی قبر پر (چڑھ کر) بیٹھے۔

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ کشف الصدور میں بروایت عقبہ بن عامر صحابی لکھتے ہیں اگر میں آگ پر قدم رکھوں یا تیز ہوا پر قدم رکھوں کہ پیر جل جاتے اور کٹ جائے، یہ اس

سے بہتر ہے کہ میں قبر پر کسی مردہ کے قدم رکھوں اور برابر ہے میرے نزدیک بازار میں پیشاب کرنا یا کسی قبر کے سامنے پیشاب کرنا، یعنی برہنگی و بے شرمی کی وجہ سے ابن ابی الدنیا، سلیم بن سے روایت کرتے ہیں، کچھ لوگ قبرستان گئے ایک صاحب کو سخت حاجت پیشاب کی ہوئی۔ کسی نے کہا کر لیجئے تو جواب دیا۔ سبحان اللہ میں حیاء کرتا ہوں اہل قبور سے جیسا کہ حیا کرتا ہوں تم سب سے یہ سب شرح مشکوٰۃ میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور ملا علی قاری نے مرقات میں لکھا۔ ابو قلابہ نے کہا۔ میں شام سے بصرہ گیا وضو کر کے ایک قبر پر سر رکھ کر سو گیا۔ خواب میں صاحب قبر کو دیکھا کہ شکایت کرتے ہیں تم نے مجھے ایذا دی۔ اشعۃ اللمعات۔

زیارت قبور علماء مثل زیارت زندہ کی ہے۔ سامنے آنے میں اور حرمت واجب میں قبر کی طرف پاؤں نہ پھیلائے اور قبر کی طرف پاؤں نہ پھیلائے اور قبر کی طرف پیٹھ نہ کرے۔ نہ ہنسے نہ فحش کہے جیسے بزرگوں کے حضور کرتے ہیں، مودب بیٹھے سر جھکا کر جیسے شاگرد استاد کے سامنے۔ مرید پیر کے سامنے۔ زاد اللبیب۔

ادب تا جیست از لطف الٰہی — بنہ بر سر برد ہر جا کہ خواہی!
از خدا خواہیم توفیق ادب — بے ادب محروم ماند از فضل رب
بے ادب خود را نہ تنہا داشت بد — بلکہ آفت درہمہ آفاق زد
قول ایشاں مابشر ایشاں بشر — ماؤ ایشاں بستہ خوابیم و خور
کار پاکاں را قیاس از خود مگیر — گرچہ یا شد در نوشتن شیر و شیر

میں خدا سے توفیق ادب کی چاہتا ہوں کہ بے ادب فضل رب سے محروم ہے بے ادب اپنے ہی کو صرف بد نہیں رکھتا، بلکہ اس کا فتنہ ہر طرف پھیلتا ہے۔ یہ ایسا کہتے ہیں۔ ہم بشر ہیں وہ بھی بشر ہیں۔ ہم اور وہ کھاتے پیتے ہیں، تو بزرگوں اور پاکوں کو اپنے اوپر قیاس مت کرو اگرچہ لکھنے میں شیر اور شیر ایک ہی طرح لکھا جاتا ہے۔ ایک تو آدمی کو کھا لینا ہے اور

دوسرا وہ ہے، آدمی جس کو پی جاتا ہے، یعنی دودھ (مثنوی مولانا روم)

ارواح کا اپنے گھروں پر آنا :

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھما سے روایت ہے کہ ارواح مومنین ومومنات اپنے گھروں پر آیا کرتی ہیں۔ ہر شب جمعہ اور روز جمعہ اور ہر عید کے دن اور دسویں محرم اور شب برآت میں تو کھڑی ہوتی ہیں اپنے گھروں کے دروازوں پر اور غمگین آواز سے پکارتی ہیں اے ہمارے اہل و اولاد اقربا ہم پر رحم کرو۔ صدقہ دے کر ہمیں مت بھول جاؤ۔ ہماری غربت پر رحم کرو۔ ہماری تنگی قبر وغم دراز واحتیاج سخت پر رحم کرو۔ یہ مال جو تمہارے پاس ہے اگر ہم خرچ کر دیتے تو تمہارے پاس نہ ہوتا اور ہم اس کے بارے میں سوال نہ کیے جاتے اور عذاب نہ دیے جاتے، پھر مایوس ہو کر بددعا کرتی ہوئی واپس جاتی ہیں اے خدا محروم کر انہیں ایسا ہی جیسا انہوں نے ہمیں محروم کیا دعا وصدقہ وخیرات (ایصال ثواب) سے اور صدقہ کیا ہے۔ تو حدیث میں آیا کل معروف صدقۃ ہر بھلائی ہر نیکی صدقہ ہے۔ تسبیح صدقہ ہے تحمید صدقہ ہے۔ کلمہ طیبہ صدقہ ہے اور صدقہ غضب رب کو بجھا دیتا ہے۔ اس سے بھی زیادہ جتنا آگ پانی کو احادیث میں آیا۔ نصف قرآن کی برابر جب صدقات کا ایصال ثواب ہوا۔ تو یہ غضب رب کو بجھا دیتا ہے۔ اس سے بھی زیادہ جتنا آگ پانی کو۔ اس کو بدعت کہنا بدعت، بدعت ممنوعہ وہ ہے، جو قواعد شرعیہ کے خلاف ہو جس سے کوئی سنت یا احکام شرع میں سے کوئی حکم بدل جائے۔ مسلم شریف کے باب ایصال الثواب الی الاموات میں دیکھ لو، ایصال ثواب کی کتنی مثالیں موجود ہیں۔

اور وفاق الاخبار میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا سے حدیث ہے۔ مختصراً میت کہتی ہے، اے وارثو تمہیں قسم ہے، خدا تعالیٰ کی میں نے کثیر مال جمع کیا اور تمہارے لئے چھوڑ دیا تم ہمیں مت بھول جانا۔ اپنی روٹی کے ٹکروں سے میں نے تمہیں قرآن پڑھایا، تو مت بھول جانا مجھے، اپنی دعاؤں سے اور ابو قلابہ سے ہے کہ انہوں نے خواب میں دیکھا۔

قبرستان میں کہ بعض ارواح کے سامنے نور کے طبق ہیں اور بعض کے آگے نہیں، تو وجہ پوچھی تو کہا میرا بیٹا ہے۔ غیر صالح۔ نہیں دعا کرتا ہے۔ میرے لیے اور نہیں صدقہ کرتا ہے میری طرف سے اس لیے میرے لیے نور نہیں اور میں شرمندہ ہوں، اپنے پڑسیوں کے درمیان تو ابوقلابہ نے اس کے بیٹے کو اس کی خبر دی، تو اس کے بیٹے نے توبہ کی اور اس کے لئے صدقہ کیا، تو پھر ابوقلابہ نے اس میت کی خواب میں دیکھا کہ اس کے لئے نور ہے، آفتاب سے زیادہ تو اس میت نے کہا اے ابوقلابہ خدا تعالیٰ تمہیں توفیق اور جزائے خیر دے، میں تیری وجہ سے آگ سے آزاد ہوا اور شرمندگی سے جو مجھے اپنی جیران (پڑوسی) سے تھی اور روضہ کے اندر ذکر کیا ہے کھڑی ہوتی ہیں یہ ارواح اپنے گھروں کے دروازہ پر کہتی ہیں آیا کوئی ہے جو ہمیں یاد کرے۔ ہم پر رحم کرے اے رہنے والے ہمارے گھروں میں اور اسے آرام اٹھانے والے ہماری چیزوں سے کہ ان چیزوں کی وجہ سے ہم بد بخت ہوتے اے رہنے والے ہمارے کشادہ مکانوں میں ہم تنگ قبروں میں ہیں۔ اے ذلیل رکھنے والے ہماری اولادوں کو اے وہ جنہوں نے نکاح کیا ہے ہماری عورتوں سے آیا کوئی ہے، جو فکر کرے ہماری اس مصیبت و سختی میں ہمارے نامہ اعمال لپیٹے گئے۔ تمہارے کھلے ہوئے ہیں۔

روایت کیا ابونعیم نے لیث بن سعد سے کہ ایک شخص شہید ہو گیا اہل شام سے۔ ہر شب جمعہ کو اپنے والد کے خواب میں آتا، ایک شب نہ آیا، تو والد نے اس سے کہا کہ پچھلے جمعہ تم نہ آئے، جس سے مجھے بڑا افسوس ہوا، تو کہا کہ شہداء کو حکم ہوا تھا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی ملاقات کا پس میں ان کی ملاقات کو گیا تھا اور یہ وقت موت کا تھا عمر بن عبدالعزیز کی۔ ایسا ہی ہے۔ شرح الصدور میں جلال الدین سیوطی سے اور کنزل العباد خزانۃ الروایات، زاد اللبیب، کشف الغطا اور جبرۃ الفقہاء ہیں۔

فضائل صدقات :

عن ابن ہریرہ۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس نے کے صدقہ دیا ایک چھوارے

کے برابر پاک سب سے اور نہیں قبول کرتا ہے اللہ، مگر طیب کو تو اللہ تعالیٰ قبول کرتا ہے، اپنے داہنے ہاتھ میں پھر اس صدقہ کی پرورش کرتا ہے، صاحب صدقہ کیلئے یہاں تک کہ ہو جاتا ہے، وہ پہاڑ کی برابر جیسے کہ کوئی شخص پرورش کرتا ہے اپنے گھوڑے کے بچھڑے۔ متفق علیہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے صدقہ رب کے غضب کو سرد کر دیتا ہے اور دور کرتا ہے، بری موت کو یہ اشارہ ہے سلامتی و عافیت کا دنیاؤ آخرت میں اور سلامتی ایمان وقت موت روایت کیا اس کو ترمذی نے۔

اموات کو ایصال ثواب :

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری ماں کا انتقال ہو گیا، تو کونسا صدقہ بہتر ہے؟ حضور نے فرمایا "پانی" کنواں کھودا اپنی ماں کے نام پر اور کہا اس کا ثواب میری ماں کیلئے ہے، اس کو روایت کیا ابوداؤد نے اور نسائی نے۔ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اللہ تعالیٰ بلند کر دیتا ہے درجہ عبد صالح کا جنت میں تو وہ کہتا ہے یہ کس وجہ سے ہوا، تو حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ تیرے بیٹے نے تیرے لیے استغفار کیا۔ روایت کیا اس کو احمد نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے نہیں ہے، میت قبر میں مگر اس کی مثال ایسی ہے جیسے کہ ڈوبتا فریاد کرتا اور مدد مانگتا ہے، انتظار کرتا ہے، دعوت کا جو اسے پہنچے گی، اس کے باپ یا ماں یا بھائی یا کسی دوست کی طرف سے، جب یہ چیز اسے مل جاتی ہے، تو اسے محبوب ہوتی ہے تمام دنیا و مافیہا سے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اہل قبور پر دعا سے اہل زمین کی پہاڑوں کے برابر ثواب اور تحفہ زندوں کا مردوں کی طرف ان کے لئے استغفار کرنا، ان کے لئے روایت کیا اس کو بیہقی نے شعب الایمان میں اور شرح مشکوٰۃ میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اور خلاصہ میں ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ جب صدقہ کرتے ہیں لوگ مردے کی نیت سے تو حکم فرماتا ہے خدائے تعالیٰ جبریل علیہ السلام کو لے جائے اس ثواب کو فلاں

میت کی قبر کی طرف ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ ہر فرشتہ کے ہاتھ میں نور ہوتا ہے۔ پس لے جاتے ہیں اور کہتے ہیں۔ السلام علیکم یا ولی اللہ اور اس کے آگے رکھ دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ فلاں نے یہ آپ کو بھیجا ہے اور مراۃ الآخرۃ میں کہا ہے کہ اگر میت کے ترکہ سے ایصال ثواب کریں، تو یہ مکروہ ہے، کیونکہ یہ حق وارثوں کا ہے اور اگر اپنے مال سے کھانا پکائیں اور خلق خدا کو کھلائیں، تو بے شبہ مستحب ہے، اس لیے کہ پیغمبر ﷺ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی روح کو شام کا کھانا سوئم، دہم، چہلم چھٹے مہینے اور سال دیا ہے اور صحابہ نے بھی ایسا کیا ہے، جو اس کا انکار کرے وہ رسول اور اجماع صحابہ کا منکر ہے اور تحفہ نصائح میں لکھا ہے۔

پس مردہ سازی طعام راچوں در سوئم ہفتم یا چہل
باید کہ دہی درویش را ورنہ نباشد معتبر

اور ریاض الناصحین میں لکھا ہے کہ وہ کھانا جو میت کی طرف سے رسم اور ناموس اور ریا کے لئے ہوتا ہے کہ اگر ایسا ہم نہ کریں تو لوگ برا کہیں گے کہ انہیں اپنے مردوں کا کچھ خیال نہیں وہ کھانا مکروہ (اس لیے کہ نیت خیر و نیت اتصال ثواب نہیں) مجمع الفوائد میں ہے کہ تین دن اہل میت کا کھانا کھانا مکروہ ہے) (اغنیا کے لئے) اور وہ طعام جو اغرہ اقربا اہل میت کو بھیجتے ہیں وہ کھانا بغیر اہل میت کے کھانا مکروہ تحریمی ہے، مگر اس شخص کو کہ تعزیت کے لئے دور سے آیا ہو یا جنازہ کو کسی دور کے فاصلہ تک لے جائیں۔ خلاصۃ الفقہ میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ خدائے تعالیٰ اور میں بیزار ہوں اس شخص نے جو اہل مصیبت کا کھانا تین دن سے پہلے کھاتے ہیں، مگر فقیر اور مصابیح میں ہے کہ فرمایا نبی کریم ﷺ نے پہلی رات سے زیادہ سخت اور کوئی رات نہیں ہے، میت پر تو رحم کرو اپنے مردہ پر کچھ صدقہ دے کر (مر گئے مردود جن کی فاتحہ نہ درود) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جس شخص نے میت کی نیت سے ایک لاکھ دفعہ کلمہ طیبہ پڑھا اور کہا کہ ثواب اس کا اس میت کو پہنچے تو اگر وہ میت لائق عذاب کے تھی تو اس کو عذاب نہ کریں گے اور اگر عذاب کے لائق نہ تھی، تو اس کے

درجات بلند ہوں گے شرع میں کہا مستحب ہے کہ صدقہ دیا جاوے میت کی طرف سے سات دن مسائل مہمات میں ہے۔ بدر السعادہ میں لکھتے ہیں کہ ملک خراساں اور زمین عرب میں اچھی رسم ہے کہ تیسرے دن کھانا، شربت اور میوے موجود رکھتے ہیں، جب لوگ زیادہ قبر سے لوٹتے ہیں، تو اہل بیت کے مکان پر آتے ہیں اور روح میت کے لئے کھلاتے ہیں اور کھاتے ہیں۔ یہ کام موافق سنت رسول اللہ ﷺ اور سنت علماء دین کرتے ہیں۔ قطب عالم نے اس موقع پر فرمایا کہ ہندوستان میں کیا بری رسم ہے کہ اہل مصیبت خود بھی بھوکے رہتے ہیں اور مردہ کو بھی منتظر صدقہ کا رکھتے ہیں۔ یہ مستحب نہیں ہے (اسی قباحت اور شناعت میں ڈالنے کیلئے دیوبندی، وہابی لوگوں کو فاتحہ وایصال ثواب سے منع کرتے ہیں) بلکہ یہی چاہیے کہ جب قبرستان سے لوٹیں کھانا پینا حسب استطاعت مہیا کریں اور خلق خدا کو کھلائیں اور ایسے کام جو موافق روح مردہ کے ہوں، موافق شرع کے ہو کریں یہ سراج الہدایہ میں ہے، تصنیف سید جلال الدین بخاری۔

جو کھانا مردہ کی روح کیلئے پکاتے ہیں، کوئی روایت اس کے حلال یا حرام یا مکروہ ہونے کی کتب فقہ میں نہ دیکھی اور صواب یہ ہے کہ جو شیخ نے جامع البرکات میں لکھا کہ مدار نیت پر ہے، جو کچھ بہ نیت صدقہ کے کریں، تا کہ ثواب اس کا اموات کو پہنچے یہ فقیر کو دینا چاہیے اور جو کچھ بہ نیت ضیافت مسلمانوں کے کریں یہ غنی اور فقیر سب کے لئے ہے جیسا کہ مشائخ کے عرسوں کے موقع پر ہمارے شہروں میں معروف و متعارف ہے۔ اگر عرسوں میں یوں کہو کہ کھانا فلاں کی روح کیلئے پکایا ہے، ایسا نہ کہیں بلکہ یوں کہیں کہ کھانا یا ماحضر تیار کیا گیا ہے تو بہتر اور اگر روح فلاں کے ایصال ثواب کی نیت کریں کہ ہم نے ضیافت کی ہے، ان کی یاد کے لئے، تا کہ قرآن اور فاتحہ پڑھیں اور ثواب اس کا ان کی روح کو پہنچائیں کچھ حرج نہیں ہے۔ یہ کشف الغطا میں ہے شیخ الاسلام دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف۔

عرس رسول اللہ ﷺ

ولادت رسول اللہ ﷺ ۱۲ ربیع الاول روز دوشنبہ وقت صبح صادق اور ایسے ہی ہجرت ۱۲ ربیع الاول روز دو دوشنبہ اور وفات آنحضرت ﷺ روز دو شبہ ۱۲ ربیع الاول وقت صبح صادق، تو اہل مکہ دعوت اور ضیافت کا اہتمام کرتے ہیں دو وجہ سے ۱۲ ربیع الاول شریف کو (نجدی حکومت سے قبل) ایک تو وہ دن کہ حضور اس دن پیدا ہوئے مکہ معظمہ میں اور اس وجہ سے مکہ اکرم بلاد ہوا۔ دوسرے یہ وہ دن ہے کہ حضور پرنور پر پہلی وحی اتری اور جبرائیل علیہ السلام کا نزول ہوا اور اہل مدینہ اس دن دو فریق ہیں، ایک فریق ضیافت و دعوت کرتا ہے، مانند اہل مکہ کے فرحاں و شاداں بوجہ آنحضرت ﷺ کی تشریف آوری کے اس دن اور کہتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ نے مدینہ کو معزز کیا۔ رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری سے اور فریق دوم اظہار رنج و غم کرتے ہیں اور اجتماع کرتے ہیں۔ مانند اجتماع اہل تعزیت اور کہتے ہیں کہ اس روز وفات پائی رسول اللہ ﷺ نے اور کھانا پکاتے ہیں کھلاتے ہیں یتیموں اور مسکینوں کو بسبب دوستی آنحضرت ﷺ کے یہ ہے عرس شریف حرمین طیبین میں (ہمیشہ سے تا حکومت نجدی خبیث) اس کے سوا مسلمانوں کے شہروں میں کہا مجھ سے ایک مرد ثقہ نے جب آتا ہے روز میلاد نبی ﷺ مسلم زینت دیتے ہیں بازاروں کو اور چراغاں کرتے ہیں اور ۱۰، ۱۱، ۱۲ ربیع الاول کی رات کو جاگتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ پیدائش کے دن ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی (باختلاف روایت) اور ہر سال ایسا ہی کرتے ہیں اور دونوں میں سادات اور علماء کی خصوصاً اور تمام مسلمانوں کو عموماً دعوت کرتے ہیں اور میں نے سنا مشائخ کرام سے رحمہم اللہ کہ سلف صالحین ہمیشہ بالالتزام کرتے رہے ہیں ایسا ہی تمام اسلامی شہروں میں اور مشائخ صوفیہ دعوت اور ضیافت اور سماع (نعتیہ کلام بلا مزامیر) اور اجتماع کرتے ہیں اور ختم قرآن کرتے ہیں اور وظائف و نوافل میں مشغول ہوتے ہیں اور یہ مسلمانوں کا شعار اور تعظیم رسول کے لئے ہے اس کا ثواب پاتے ہیں۔ دنیا کے اندر قاعدہ ہے کہ کسی بادشاہ یا امیر کی قدر کہ روز پیدائش پر

کھانا کھلاتے ہیں اور دعوتیں کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ کھانا سالگرہ کا فلاں امیر و بادشاہ کی ہے، تو انسبت ہے کیا جاوے ذکر میلاد اور طعام میلاد اس ذات پاک کا جو سبب ہوا بندوں کی نجات کا آتش دوزخ سے یہ منقول ہے کتاب سے سعید محمد ابن مسعود کازرونی اور بیہقی نے واقدی سے روایت کی کہ زیارت فرمایا کرتے تھے رسول اللہ ﷺ قبور شہداء احد کی ہر سال (تاریخ شہادت پر) پس جب پہنچتے تھے تو آواز بلند سے فرماتے السلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار۔ پھر ہر سال ابوبکر بھی ایسا ہی کرتے تھے اور پھر ہر سال عمر بن خطاب بھی ایسا ہی کرتے تھے، پھر حضرت عثمان اور حضرت فاطمہ زہرہ آتی تھیں رضوان اللہ علیھم (ہر جمعہ کے دن) اور حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہا ہر جمعہ کے دن اپنے بھائی کی قبر پر۔ کذا فی العینی شرح بخاری، سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ سلام کرتے تھے شہداء احد پر اور اپنے ساتھیوں سے کہتے تھے تم کیوں ایسا نہیں کرتے ہو، وہ تمہیں جواب سلام دیں گے اور فاطمہ خزاعیہ کہتی تھیں کہ سورج ڈوب گیا تھا اور میں اپنی بہن کے ساتھ شہداء احد کی قبر پر حاضر ہوئی، تو ہم نے کہا السلام علیکم یا عم رسول اللہ، تو ہم نے سنا۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ اور حالانکہ وہاں اس میدان میں دور تک کسی کا پتہ بھی نہ تھا۔ اس کو روایت کیا حاکم نے اور صحیح کہا اور بیہقی نے دلائل میں کہ کہا حدیث بیان کی مجھ کو عبدالاعلی نے اپنے باپ عبداللہ بن ابی فردہ سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے زیارت فرمائی قبور شہدا احد کی اور فرمایا کہ تیرا نبی گواہی دیتا ہے کہ یہ شہید ہیں، جو ان کی زیارت کرے گا اور سلام کرے گا یہ اس کو جواب سلام دیں گے قیامت تک۔ یہ شرح الصدور میں ہے۔ حضرت جلال الدین سیوطی سے اور ارواح آتی ہیں ایام عرس میں ہر سال موضع عرس میں اور خوش ہوتی ہیں اور اس سماعت میں اثر بلیغ ہے، جو ان کے لئے دعا کرتا ہے دستور المقصاقہ میں ملتقط سے ہے اگر ہو قبر عبد صالح کی اور ممکن ہو، تو اس کے گرد گھومے تین بار تو ایسا کرے یہ خزانۃ الروایات میں اور زاد اللبیب میں اور مطالب میں اور محک الطالبین فتاویٰ برہنہ سے ہیں۔

تعمیر قبر

برکت قبور صالحین :

ابو نعیم اور ابن منذہ نے ابو ہریرہ سے روایت کی فرمایا رسول اللہ ﷺ نے دفن کرو۔ اپنے مردوں کو قوم صالحین کے درمیان کہ مردہ ایذا پاتا ہے برے پڑوس سے جیسے زندہ اور ابن عباس نے نبی ﷺ سے روایت کیا، جب کوئی مرجائے تم میں سے تو اس کو اچھا کفن دو اور اس کی وصیت پورا کرنے میں جلدی کرو اور اس کی قبر کو گہرا کرو اور اس کو برے پڑوس سے بچاؤ عرض کی گئی یارسول اللہ کیا اچھا پڑوس آخرۃ میں بھی نفع کرتا ہے، حضور نے فرمایا کیا دنیا میں نفع کرتا ہے۔ عرض کیا جی ہاں، فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ایسا ہی نفع کرتا ہے آخرت میں یہ شرح الصدور میں ہے۔

اور دفن کرنا جوار میں قبور صالحین کے اور ان کے حضور دشہود میں موجب برکت کا اور نورانیت وصفا کا ہے اور مقامات متبرکہ کی زیارت کرنا اور وہاں دعا کرنا متوارث ہے۔ امام شافعی نے کہا ہے کہ قبر موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تریاق مجرب ہے، قبولیت دعا کے لیے اور زیارت قبور میں ان کا احترام استقبال جلوس میں اور تادب میں وہی حکم ہے جو ان کی حالت حیات میں تھا یہ کہا ہے، طیبی نے شرح سفر السعادۃ میں اور اگر کوئی شخص ثواب اپنے اعمال کا دوسرے کو دے تو جائز ہے، یہ مسائل مہمہ میں ہے۔

قبر پر اذان کہنا :

حصن حصین میں ہے کہ جب آگ لگی دیکھے، تو تکبیر کہے بجھ جائے گی یہ مجرب ہے۔ عذاب قبر سے مردے کو ذکر اور قرآن وفاتحہ کی برکت سے امید نجات ہے اور مسند ابو لعلی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور کتاب عمل الیوم واللیل میں ابو عمر سے روایت ہے کہ جب کوئی شخص آگ لگی ہوئی دیکھے تو تکبیر بلند کرے، آگ بجھ جائے گی

(انتھی) بعد دفن میت کے اگر اذان کہیں تو منع نہ کرنا چاہیے کہ ذکر خیر ہے اور جو ذکر خیر کی اور فاتحہ کی کہ قرآن ہے اور تمام اعمال خیر کی ممانعت کرے، وہ مناع للخیر کا مصداق ہے اور اذان کو روکنا یہ عادت کفار و مشرکین ہے اور بدعت دو قسم پر ہے حسنہ اور سیئہ۔ جیسے کہ امام نووی نے مسلم شریف کی شرح میں اور شیخ عبدالحق نے مشکوٰۃ کی شرح میں اور تمام کتب فقہ میں موجود اور بخاری میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت تراویح کے بارے میں نعمت البدعۃ ہذہ (یہ بہت اچھی بدعت ہے) جو تفصیل اور تحقیق کا متلاشی ہو، وہ رسالہ ایذان الاجر فی الاذان علی القبر اور بریق المنار بشموع المزار اور رسالہ الاہلال فی فیوض الاولیاء بعد الوصال کا مطالعہ کرے۔

عہد نامہ اور شجرہ وغیرہ قبر میں رکھنا :

شرح منیہ میں ہے کہ اگر لکھا جاوے کفن پر تو امید بخشش ہے اور بعض متقدمین سے منقول ہے کہ انہوں نے وصیت کی کہ ان کے سینہ پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا جاوے۔ ان کو خواب میں دیکھا گیا کہ فرما رہے ہیں کہ میں عذاب قبر سے بسم اللہ کے لکھنے جانے کی وجہ سے محفوظ رہا۔ یہ کشف الغطا میں ہے اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے والد نے ان کی وصیت کی ان کے کفن میں یہ رباعی لکھ کر رکھ دیں۔

دارم دل کہ غمگین بیا مرز و مپرس — صد واقعہ درکمیں بیا مرز و مپرس
شرمندہ شوم کہ بہ پرسی عملم! — اے اکرم الاکرمین بیا مرز و پرس

اور دوسری یہ ہے

قدمت علی الکریم بغیرزاد — من الحسنات والقلب السلیم
محمل الزاد اقبح کل شیئی — اذاکان القدوم علی الکریم

یہ اخبار الاخیار میں ہے، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔

میت کے ذمہ سے فرائض وواجبات کا فدیہ :

واجب ہے کہ جس کے ذمہ روزے اور نماز ہوں جو ادا کرنے سے رہ گئے ہوں یہ کہ وصیت مرتے وقت ان کے فدیہ کے ادا کرنے کی اور واجب ہے، ورثا پر کہ تہائی مال سے اس وصیت کو پورا کریں ہر نماز فرض اور وتر اور ہر روزے کے عوض آدھا صاع گندم دیں (پونے دو سیر ۵۷ اروپیہ آٹھ آنہ بھر) یا اس کا دونا جو یہ ہمارے نزدیک اور امام شافعی کے نزدیک ایک مد اور اگر وصیت نہ کرے تو وارثوں پر اس کی ادائیگی واجب نہیں مستحب ہے، وارثوں کے لئے کہ ایسا کرے یہ عمل کفایت کرے گا۔ میت کو انشاء اللہ تعالیٰ ایسا ہی کہا ہے امام محمد نے زیارات میں اور اصول میں فخر السلام نے اور شرح میں شیخ ابن ہمام نے اور اگر نہ چھوڑا ہو مال تو قرضہ اور مسکین کو دیں اور وہ مسکین صدقہ کردے میت کی طرف سے وارث کو اور وارث صدقہ کردے مسکین کو اور یہ لوٹ پوٹ اتنی بار کریں کہ حساب سے جتنے روز اور جتنی نمازیں ادا زامیت پر تھیں اس سے بھی کچھ زائد فی نماز اور فی روزہ پونے دو سیر گیہوں یا اس کی قیمت یہ خلاصہ میں ہے اور یہ حساب اس طرح ہے کہ میت کی عمر کا شمار کریں مرد کے لئے ۱۲ سال اور عورت کیلئے ۹ سال مدت بلوغ وضع کردیں اور ہر دن کی نمازیں فرض و واجب کے لئے ساڑھے دس سیر احتیاطاً ۱۱ سیر) فدیہ دیں اور رمضان کے ۳۰ روزوں کا ایکمن ساڑھے بارہ سیر فدیہ دیں، اسی طرح پوری عمر کا حساب لگا کر یہ کشف الغطا میں ہے اور شیخ اجل امام ابو بکر نے وصیت کی کہ ان کی قبر پر قرآۃ قرآن کریں اور شیخ ابن ہمام نے شرح ہدایہ میں قاریان قرآن کے بیٹھنے کو درست کہا ہے اور مفتاح میں ہے کہ جو مسلمان کی قبر کی زیارت کرے اور یہ دعا پڑھے تو اگر اس کو عذاب ہوتا ہوگا تو قیامت تک کیلئے اٹھ جائے گا۔ اللھم انی اسئلک بحق محمد و اٰلہ ان لا تعذب ھذا المیت ابداً (اس سے وسیلہ بھی ثابت ہے) اور ترمذی میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک نابینا کو یہ دعا تعلیم فرمائی جس کی برکت سے وہ بینا ہو گئے۔ حضرت عثمان بن ضیف صحابی نے زمانہ خلافت عثمان رضی اللہ عنہ

میں ایک حاجت مند کو یہ دعا تعلیم کی جس سے اس کا مقصد پورا ہوا وہ دعا یہ ہے۔ اللھم انی اسلئک و اتوجه الیک بجیبک محمد نبی الرحمة یا محمد انی اتوجه بک الی ربی لیقضی لی حاجتی فشفعه فی ۔اس کو روایت کیا ترمذی نے اور بجائے یا محمد کے یا رسول اللہ کہے۔ ترجمہ اے اللہ میں سوال کرتا ہوں تجھ سے بوسیلہ تیرے حبیب محمد ﷺ کے جو نبی رحمت ہیں یا رسول اللہ میں سوال کرتا ہوں اپنے رب سے آپ کے وسیلہ سے تا کہ میری حاجت پوری ہو جائے اے میرے رب ان کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔

اس میں وسیلہ اور ندا یا رسول اللہ اور شفاعت کا ثبوت ہے اور جس کو تفصیل دیکھنا ہو، وہ رسالہ ''انوار الانتباہ فی حل ندا یا رسول اللہ'' دیکھے تو اس دعا سے نابینا، بینا ہو جاتے ہیں، تو جو روحانیت کے نابینا ہیں وہ اس دعاء کو پڑھیں، ورنہ نابینا ہی رہیں گے اور من کان فی ھذہ اعمی فھو فی الاخرة اعمی و اصل سبیلا۔

وما علینا الا البلاغ و لیبلغ الشاھدا الغائب ونسئل الله العفو والمعافیة. اللھم اجعلھا ورثتی فی اھلی وعیالی ابنائی وبنائی والی و مدرستی الی یوم القیمة واجعلھا نورا فی قلوبنا و سدورنا و قبورنا و دیننا و دنیا نانورا عظیم منیر کلاما تا ما الی یومالقیمة۔ آمین۔

ایک حاجت مند کو یہ دعا تعلیم کی





رضوی فاؤنڈیشن پاکستان

E-mail: rizvifoundation@hotmail.com